وکیل کا صدقۂ واجبہ کی رقم خود استعمال کرنا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے اپنے کسی کام کے پورا ہونے پر اللہ کی راہ میں ایک مقررہ رقم صدقہ کرنے کی منت مانی۔ جب اُس کا کام پورا ہوگیا، تو اُس نے وہ رقم اپنے دوست کے سپرد کی تاکہ وہ اسے کسی مستحق تک پہنچا دے۔ اب اگر وہ رقم پہنچانے والا شخص خود بھی شرعی فقیر ہو، تو کیا وہ اس رقم کو اپنے ذاتی استعمال میں لاسکتا ہے؟

جواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں شرعی فقیر وکیل کا اپنی ذات پر منت کی رقم خرچ کرنا، جائز نہیں، کیونکہ جس شخص کو صدقۂ واجبہ (مثلاً زکوۃ، صدقۂ فطر، یا منت وغیرہ) کی ادائیگی کے لیے وکیل بنایا جائے، تو وہ اس رقم کو اپنے ذاتی استعمال میں خرچ نہیں کرسکتا، خواہ وہ شرعی فقیر ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ یہ رقم اُس کے پاس امانت ہے جسے مؤکل (یعنی دینے والے) کی ہدایت کے مطابق تصرف کرنا لازم ہے، البتہ اگر مؤکل اُسے عمومی اجازت دیدے کہ جہاں مناسب سمجھو خرچ کرو، تمہیں اختیار ہے، تو شرعی فقیر ہونے کی صورت میں وکیل اس رقم کو اپنے ذاتی استعمال میں لاسکتا ہے۔

منت کے وہی مصارف ہیں جو زکوۃ و صدقۂ فطر کے ہیں، چنانچہ ردالمحتار علی الدرالمختار میں ہے: "(مصرف الزکاۃ والعشر) مصرف ایضا الصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبۃ" ترجمہ: جو زکوۃ و عشر کا مصرف ہے، وہی صدقۂ فطر، کفارہ، نذر اور دیگر صدقاتِ واجبہ کا بھی مصرف ہے۔ (ردالمحتار مع الدرالمختار، جلد 3، باب المصرف، صفحہ 333، مطبوعہ کوئٹہ)

مفتی جلال الدین امجدی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1422ھ/2001ء) لکھتے ہیں: "صدقۂ واجبہ، مثلاً کسی نے نذر مانی کہ میرا لڑکا تندرست ہوگیا، تو میں اتنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کروں گا، تو اس مال کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ و صدقۂ فطر کے مصارف ہیں۔" (فتاوی فیض الرسول، جلد 1، صفحہ 500، مطبوعہ شبیر برادرز، لاہور)

وکیل کے پاس جو مال ہوتا ہے وہ امانت کی حیثیت رکھتا ہے، جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے: "وکیل یا مضارب کو جو مال دیا جاتا ہے وہ امانت ہے۔" (بہارِ شریعت، جلد 3، حصہ 17، صفحہ 711، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وکیل پر مؤکل کی ہدایت کے مطابق تصرف کرنا لازم ہے، جیسا کہ ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی رَحْمَۃُ اللہ تعالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 587ھ/1191ء) لکھتے ہیں: ”الوکیل یتصرف بولایۃ مستفادۃ من قبل الموکل فیملك قدر ما افادہ ولا یثبت العموم الا بلفظ یدل علیہ وھو قولہ: اعمل فیہ برایك وغیر ذلك مما یدل علی العموم“ ترجمہ: وکیل وہی تصرف کر سکتا ہے جو اسے مؤکل کی جانب سے دیا گیا ہو، لہٰذا وہ اُتنا ہی اختیار رکھتا ہے جتنا اُسے دیا گیا ہے اور عمومی اختیار (یعنی ہر طرح کے تصرف کی اجازت) اُس وقت ہی ثابت ہوگا جب کوئی ایسا لفظ موجود ہو جو اس پر دلالت کرے، جیسے مؤکل یہ کہے: اس میں اپنی رائے کے مطابق کام کرو یا اس جیسا کوئی اور جملہ جو عمومی اجازت پر دلالت کرے۔ (بدائع الصنائع، کتاب الوکالۃ، جلد 6، صفحہ 28، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

صدقاتِ واجبہ کے وکیل کا اُس مال کو اپنی ذات پر خرچ کرنے کے متعلق فتاوی شامی، بحر الرائق وغیرہ کتبِ فقہ میں ہے، واللفظ للآخر: ”في الظهيرية: رجل دفع زکاۃ مالہ الی رجل وامرہ بالاداء فاعطی الوکیل ولد نفسہ الکبیر او الصغیر او امراتہ وھم محاویج جاز ولا یمسك لنفسہ شیئا ولو ان صاحب المال قال لہ: ضعہ حیث شئت لہ ان یمسك لنفسہ“ یعنی فتاوی ظہیریہ میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی زکوۃ دوسرے شخص کو دی اور اُسے زکوۃ ادا کرنے کا حکم دیا، تو وکیل وہ زکوۃ اپنے بڑے یا چھوٹے بیٹے یا اپنی بیوی کو دے سکتا ہے، جبکہ وہ محتاج (شرعی فقیر) ہوں، البتہ اپنی ذات کے لیے اُس میں سے کچھ نہیں روک سکتا، مگر جب مؤکل نے اُسے یہ کہا ہو کہ تم جیسے چاہو اسے خرچ کرو، تو اب یہ (مستحقِ زکوۃ ہونے کی صورت میں) اپنی ذات کے لیے وہ زکوۃ رکھ سکتا ہے۔

(بحر الرائق، کتاب الزکوۃ، جلد 2، صفحہ 263، مطبوعہ دار الکتاب الاسلامی)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) سے سوال ہوا کہ ”زید نے بکر کو کچھ دیا اور کہا اس کو مساکین کو جہاں مناسب سمجھو دے دیجیو، اگر زید خود اس کا مصرف ہو، اپنے اوپر اس کو صرف کر سکتا ہے یا نہیں؟ تو جواباً ارشاد فرمایا: جس کے مالک نے اُسے اذنِ مطلق دیا کہ جہاں مناسب سمجھو، دو، تو اسے اپنے نفس پر بھی صرف کرنے کا اختیار حاصل ہے، جبکہ یہ اس کا مصرف ہو۔ ہاں! اگر یہ لفظ نہ کہے جاتے، اُسے اپنے نفس پر صَرف کرنا، جائز نہ ہوتا، مگر اپنی یا اولاد کو دے دینا جب بھی جائز ہوتا، اگر وُہ مصرف تھے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 10، صفحہ 158، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: ”وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ خود لے لے، ہاں اگر زکاۃ دینے والے نے یہ کہہ دیا ہو کہ جس جگہ چاہو صرف کرو، تو لے سکتا ہے۔“ (بہارِ شریعت، جلد 1، حصہ 5، صفحہ 888، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FSD-9577

تاریخ اجراء: 29 ربیع الآخر 1447ھ/23 اکتوبر 2025ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net